شیخ راحیل احمد (جرمنی)

مرزا قادیانی

ہائے اس ستم گر کو کیا کہیں؟

رسول کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد ان کی زندگی میں ہی جھوٹے مدعیان نبوت سامنے آئے جن میں سب سے پہلا مسیلمہ کذاب تھا اور مسیلمہ سے لے کر اب تک بہت سے ائمہ تلبیس گزرے ہیں اور ان میں بعض بظاہر بہت پرہیز گار تھے، بعض بہت علم والے تھے، بعض مقتدر تھے یعنی حکمران تھے، بعض بہت اخلاق والے تھے اور بعض مسمریزم وغیرہ قسم کے علم جانتے تھے، بعض نے بڑی سخت ریاضتیں کیں اور ان ریاضتوں کی وجہ ان کو خیال پیدا ہوا یا شیطان نے ان کے دل میں ڈال دیا کہ ان کو کوئی مقام حاصل ہو گیا ہے، اور بعض مالیخولیا کی وجہ سے خبط عظمت میں مبتلا ہو کر روحانی بلندیوں کے دعوے کرتے رہے، بعض صرف مال اکٹھا کرنے کے لالچ میں جعلی تقدس کی چادر اوڑھ کر لوگوں کے سامنے آئے۔ بعض ایک کی بجائے زیادہ وجوہات اور خواہشات کے تحت مدعی نبوت ہوئے۔ غرضیکہ مختلف لوگوں نے مختلف وجوہات کی بنا پر نبوت کے دعوے کئے۔ لیکن ایک بات سب میں مشترک ہے کہ وہ اپنے اردگرد لوگوں کو اکٹھا کرنا جانتے تھے۔ لیکن لوگوں نے ان کو پہچانا کیسے کہ یہ جعلی مدعیان نبوت تھے؟ بنیادی طور پر تو ایک مسلمان کے لئے اتنا ہی یقین کافی ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں یعنی آخری نبی اللہ ہیں اور انکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا، لیکن بعض قرآنی آیات و احادیث کی غلط تشریحات کرنیوالوں کے لئے اور غیر مسلموں کے لئے اللہ تعالےٰ نے کچھ معیار بھی سامنے رکھ دئے کہ اگر تمہیں ایک بات کی سمجھ نہ آئے تو یہ انتہائی سادہ اور ہر ایک کی سمجھ میں آنے والے معیار ہیں ان پر کسی بھی مدعی نبوت کو جانچ کر تم حقیقت کا ادراک کر سکتے ہو۔ ان میں سب سے پہلے تو لوگوں کے سامنے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کھلی کتاب کی طرح ایک نمونہ ہے، دوسرے قرآن کریم نے بعض ایسی علامات بتائیں ہیں جو کہ کسی مومن میں نہیں ہوتیں، تو سوچا بھی نہیں جا سکتا کسی ولی میں بھی ہوں، اور نبی کا مقام تو کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور احادیث میں رسول کریم ﷺ نے ان باتوں کو اللہ تعالےٰ کے حکم کے تحت مزید کھول کر بیان کیا ہے تا کہ سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ رہے۔ انہی علامتوں میں ایک بڑی اہم علامت منافقت ہے، جس طرح حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن منافق نہیں ہوتا، بلکہ ایک شریف آدمی بھی منافق نہیں ہو سکتا، پھر نبی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔

رسول کریم ﷺ نے منافق کی کیا نشانیاں بیان کی ہیں، ''حدیث شریف میں رسول کریم ﷺ سے مروی ہے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے، (۱) جب امانت سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ (۴) اور کسی سے جھگڑے تو گالیاں دے''۔

جس طرح ہر دور میں مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے، اور سادہ لوح یا مفاد پرست انکے مرید بنتے رہے لیکن

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہمیشہ ایسے مدعیان نبوت کو دھتکارتی رہی، اسی طرح آج کے دور میں مرزا غلام احمد آف قادیان مدعی نبوت ہوئے، اور کچھ سادہ لوح، کچھ مفاد پرست انکے ٹولے میں شامل ہوئے لیکن مسلمانوں کی ایک بہت ہی بھاری تعداد نے انکو رد کر دیا ہے۔ چونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلماں ہیں اور رسول کریم ﷺ کے (نعوذ باللہ) ثانی اور مکمل تصویر ہیں، یقیناً قادیانیوں کو اس بات پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے جب ہم پیچیدہ تشریحات کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے سیدھے اور سادہ طریق سے جائزہ لیں کہ آیا مرزا صاحب ایک مومن بھی تھے یا نہیں اگر وہ ایک مومن بھی ثابت ہو جاتے ہیں تو پھر انکے اگلے روحانی مقامات اور اسکے بعد انکے دعووں پر غور ہو سکتا ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ مرزا جی کا انگریزوں کی سرپرستی میں بویا ہوا یہ فتنہ، اُمت مسلمہ میں آج تک اس قسم کے پیدا ہونے والے فتنوں میں سب سے زیادہ ہمہ گیر، وگہرا، اور اُمت کے دشمنوں کو بہت پیارا ہے، اور یہ فتنہ چونکہ آج کے حالیہ دور میں بھی عالمی طاقتوں کی پشت پناہی، تعاون، اپنے پروپیگنڈہ مشینری کیساتھ مسلمانوں کا لباس پہن کر ایک بڑا گہرا اور سخت خطرہ بن چکا ہے، اسلئے ضروری ہے کہ اس کا سادہ طریق سے تجزیہ کیا جائے جو ہر ایک انسان کی سمجھ میں آ جائے، تاکہ مسلمان ان کے ہتھکنڈوں اور پروپیگنڈہ سے محتاط ہو سکیں، اور عین ممکن ہے کہ اس مافیا کے جال میں پھنسے ہوؤں کے لئے بھی خدا تعالےٰ ان سادہ باتوں کو ہدایت کا ذریعہ بنا دے، آمین۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ جھوٹے مدعیان نبوت میں اس قسم کی ایک یا زیادہ علامات نہ پائی جائیں جو کہ ایک مومن کی شان کے بھی خلاف ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی کئی وجوہات بیان کی جاتی ہیں، مال و دولت کے لئے، مالیخولیا و مراق، غیر ملکی آقاؤں کی سرپرستی، ازدواجی و دوسرے معاملات میں ناکامیاں، اور اس قسم کے الزام ایسے ہی نہیں لگے بلکہ ایسے واضح شواہد موجود ہیں جنکے نتیجے میں مرزا صاحب کی ذات پر یہ الزامات لگتے رہے ہیں، اور ان ثابت شدہ الزامات کے نتیجہ میں نبوت کے جعلی ہونے کے جواز کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اور اسپر نہلے پر دہلا کے مصداق مرزا صاحب کا کوئی ایک یا دو تین دعاوی نہیں بلکہ مرزا صاحب کی نسلوں کی طرح بیشمار ہیں۔ مرزا صاحب کے دعووں کی ایک جھلک ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں کہ وہ ''ملہم، مجدد، مامور، مثیل مسیح، مسیح ابن مریم، مسیح موعود، مہدی موعود، محدث، نبی ظلی نبی، بروزی نبی، شرعی نبی، تمام الہامی صحیفوں کی پیشگوئیوں کا مورد، خدا کا پہلوان نبیوں کے چوغہ میں، تمام نبیوں کی خوبیوں کا مجموعہ، تمام نبیوں کا مثیل، کرشن ردر گوپال، آریوں کا بادشاہ ہیں، اور اسی قسم کا دعووں کا سفر خاتم الانبیاء وغیرہ وغیرہ سے ہوتے ہوئے خدا کے بیٹے اور پھر خدائی کے دعویٰ تک پہنچتا ہے (دعووں کی تعداد جو میں نے کتابوں سے نوٹ کئے ہیں، ایک سو سے زیادہ ہے)۔ جس شخص کے اتنے دعوے ہوں اور وہ بقول مرزا صاحب کے رسول کریم ﷺ کی پیروی اور اتباع کی وجہ سے ہیں تو یقیناً ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ان کے دعووں کا قرآنی اور احادیث کے معیار سے جائزہ لیں، لیکن اس مضمون میں ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں اس لئے آج ہم منافق کی نشانیوں کے تحت جائزہ لیں گے کہ کہیں مرزا صاحب ان کی زد میں تو نہیں آتے، لیکن اس موضوع کے تحت بھی جائزہ ایک کتاب کا مواد چاہتا ہے جو کہ یہاں ممکن نہیں اس لئے ہم صرف مختصر طور پر ہی اس کا جائزہ لیں گے لیکن یہ مختصر جائزہ

بھی انشاء اللہ تعالےٰ موضوع کے تقاضوں پر کسی حد تک پورا اترے گا۔اب ہم منافق کی جو چار بڑی نشانیاں حدیث شریف میں ہیں، ہرایک کے نشانی کے تحت مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

(۱) امانت:

’’منافق کی پہلی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ ’’جب امانت سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے‘‘

اب جن صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ دراصل محمد ﷺ ہی ہیں اور مادر شکم سے ہی وہ مسیح ہیں (نعوذ باللہ)، انکا کردار کیا ہے۔مرزا غلام احمد صاحب کی عمر تقریباً ۲۵ برس تھی، مگر شادی شدہ اور دو بچوں کے باپ تھے، اسکا مطلب ہے کہ برے بھلے کی تمیز تھی، مرزا صاحب کے والد صاحب نے ان کو سرکاری خزانے سے اپنی پنشن لینے کے لئے بھیجا، جو کہ سات سو روپے تھی اور یہ پنشن انکے خاندان کا کم وبیش سال بھر کا خرچ تھا، اور خاندان میں ان کے والدین، انکے بھائی اور انکے بیوی بچے، انکے اپنے بیوی بچے اور ملازمین، اس کے علاوہ غالباً کچھ اور لوگ بھی متعلقین میں شامل تھے (نہ بھی ہوتے تو فرق نہ پڑتا، کیونکہ یہاں سوال صرف امانت میں خیانت کا ہے)۔مرزا صاحب نے پنشن وصول کی اور چند دن میں ادھر ادھر اڑادی اور اسکے بعد شرمندگی کی وجہ سے گھر میں نہیں آئے اور سیالکوٹ جا کر ملازمت کرلی۔انکے بیٹے نے جو روایت لکھی ہے وہ اس طرح ہے، ’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا،۔جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، پھر جب سارا روپیہ اس نے اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔آپ اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے‘‘ [سیرت المہدی ، ج ۱/ص ۴۳/ روایت نمبر ۴۹ ، مصنفہ مرزا بشیر احمد]۔اب آپ دیکھیں کہ مرزا امام الدین مرزا صاحب کا چچا زاد بھائی تھا اور ان کو اچھی طرح جانتے تھے، اور پھر یہ نہیں کہ اس واقعہ سے تعلق ختم ہو گیا بعد میں مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے شادی کروانے کے عوض اس کو کچھ رقم بھی دینے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ بیل ہی نہیں منڈھے چڑھی، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ’’امام الزماں کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں، طبابت کی رو سے بھی، ہیئت کی رو سے بھی، طبعی کی رو سے بھی، جغرافیہ کے رُو سے بھی، اور کتب مسلمہ اسلام کی رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی‘‘۔[ضرورت الامام، رخ ص ۴۸۰/ ج ۱۳] اسی طرح مرزا صاحب کے بیٹے اور قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ’’مسیحیت یا نبوت کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کا فہم اور درایت اور لوگوں سے بڑھکر ہو‘‘ [بحوالہ حقیقت النبوۃ ضمیمہ نمبر ۳]۔۔جسکا فہم اور درایت ۲۵ سال کی عمر میں، اور دو بچوں کے باپ ہونے کی حالت میں اتنی تھی کہ وہ ایک شخص کے ساتھ ساری عمر رہتے رہے اور اسکے کردار کو نہیں پہچان سکے (سگا چچا زاد بھائی تھا اور گھروں کے درمیان برائے نام دیوار

تھی)۔اور پھراس کے ساتھ ''ادھراُدھر'' پھرتے رہے اور ''روپیہ اڑاتے رہے'' مگر پتہ نہ چلا کہ کدھر پھرتے رہے اور روپیہ کہاں اڑتا رہا اور اس زمانے کا سات سو روپیہ کتنا ہوتا ہے آجکل کے حساب سے؟ کم وبیش بارہ تیرہ لاکھ روپیہ! کیا یہی درایت اور فہم ہوہے امام الزمان کا؟ کیا یہی معیار امانت ہوتا ہے ایک امام الزمان کا؟ اب قارئین نے سیلف میڈ نبی کا کارنامہ دیکھ لیا کہ دوسرے کاموں کے علاوہ امانت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور مرزا صاحب کی زندگی میں قبل دعویٰ اور بعداز دعویٰ خیانت کی کئی کہانیاں ہیں جنکا کوئی جواب مرزا صاحب یا انکی جماعت نہیں دے سکی، دوسری طرف رسول کریم ﷺ کے بروز ہونے کا مرزا صاحب کو دعویٰ ہے (نعوذ باللہ) انکے امانت کے قصے آج پندرہ سو برس گزرنے کے باوجود بھی سخت سے سخت دشمن کو بھی یہ کہنے پر مجبور کر دیتے ہیں اے محمد ﷺ! آپ نے امانت کی جو تابندہ مثالیں چھوڑی ہیں تا قیامت کوئی انکی نظیر پیش نہیں کر سکے گا۔ یہ فرق ہوتا ہے ایک سیلف میڈ نبی میں اور ایک خدا تعالےٰ کے فرستادہ میں!

(۲) جھوٹ:

منافق کی دوسری نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ ''جب بات کرے تو جھوٹ بولے''

مرزا جی کا دعویٰ شروع میں ملہم اور مجدد ہونے کا تھا، باقی دعوے آہستہ آہستہ شامل کرتے گئے، مجدد کی تعریف مرزا صاحب نے یہ لکھی ہے، جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں.........اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ کلی مصفا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے۔[فتح اسلام حاشیہ، روحانی خزائن جلد۳، صفحہ۷]۔ اپنی ذات کے بارے میں معصوم عن الخطا ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(۱) ''اللہ تعالےٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا۔ اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے''۔[نور الحق حصہ دوئم، رخ، ج۸/صفحہ۲۷۲]۔(۲) میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔[مواہب الرحمٰن، ر۔خ، ج۱۹/صفحہ۲۲۱]۔ اس تعلیٰ آمیز تقدس کیساتھ مرزا صاحب اپنے آپ کو اہلسنت کے اجماعی عقائد کا علمبردار ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالےٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر درج کر دیا تھا، جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا، میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص میرے پر یہ الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے''۔[ازالہ اوہام، صفحہ۱۹۲، روحانی خزائن جلد۳]۔ اور اب اسی (خود ساختہ) تقدس کے ساتھ اور ملہم و مجدد کی حیثیت کیساتھ دعویٰ کرتے ہیں،''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس ی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی

نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔[تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۵۸۷، روحانی خزائن جلد۲۲]۔اب دونوں تحریروں میں زمین وآسمان کا تضاد نظر آرہا ہے اور مرزا صاحب کا ہی مقدس ارشاد ہے کہ،''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے''[ضمیمہ حقیقت الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲،ص ۱۹۱]۔اب مرزا صاحب کو مخبوط الحواس کہہ لیں یا جھوٹا، یہ قارئین پر منحصر ہے، کسی بھی صورت میں یہ شخص ان دعاوی کا حقدار نہیں، جو یہ کر رہا ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا۔بالکل اسی طرح دجل سے کام لیکر مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا، اسکی بھی تھوڑی سی جھلک دیکھ لیں۔''خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا''،[ازالہ اوہام دوئم، رخ ص ۴۱۲/ ج ۳]۔''وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا''،[ازالہ اوہام دوئم، رخ ص ۴۳۱/ ج ۳]۔''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔خواہ نیا رسول ہو یا پرانا۔کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے، اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے''،[ازالہ اوہام دوئم، رخ ص ۵۱۱/ ج ۳]۔اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔[براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ ج ۲۱،ص ۲۷۵] اس طرح لوگوں کی توجہ اپنے اصل عزائم سے ہٹاتے رہے، اسکے بعد اب آہستہ آہستہ بلی تھیلے سے باہر آتی ہے۔''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کی جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے''[ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ، ج ۲۱/ص ۳۵۴]۔اسکے بعد جب لوگوں کا ردعمل دیکھتے ہیں تو اپنی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے پینترا بدلتے ہوئے فرماتے ہیں،''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپکی غلطی ہے یا آپ کس خیال سے کہہ رہے ہیں، کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے نبی بھی ہو جائے (۲۶ مئی ۱۸۹۳ء)۔[جنگ مقدس، رخ، ج ۶/ص ۱۵۶]۔جب کچھ عرصہ کے بعد لوگوں کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے تو پھر دعویٰ ٹھونک دیتے ہیں۔''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''، (۱۹۰۲)[دافع البلاء، رخ، ج/ص ۱۱]۔اسکے ساتھ ہی لوگوں کے اعتراض پر وہی پرانی دلیل لے آئے جو مثیل مسیح کے دعویٰ کے وقت پیش کی تھی۔''خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول مرسل اور نبی کے موجود ہیں......اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں۔(دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے''[ایک غلطی کا ازالہ، رخ، ج ۱۸/ص ۲۰۶]۔مثیل مسیح کے دعویٰ پر سات سال پہلے براہین احمدیہ میں شائع کئے ہوئے الفاظ دکھائے، اور نبوت کے دعویٰ کے وقت آخر بائیس قبل براہین احمدیہ میں شائع ہونے والے الفاظ دکھا رہے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ اگر براہین احمدیہ کے ان الفاظ کی اس وقت اگر کوئی اور تشریح نہ کی ہوتی تو مخالفت کا طوفان اسی وقت اٹھ کھڑا ہوتا، اس لئے کئی بار نبوت سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجی، اور اب آخر میں نہ صرف مکمل نبوت کا دعویٰ کر دیا بلکہ کہہ دیا کہ ۲۲ سال پہلے سے ہی لکھا ہوا ہے، اگر ۲۲ سال پہلے سے دعویٰ نبوت ہے تو درمیان میں

انکار کر کے جھوٹ کیوں بولا اور اگر کہیں کہ سمجھ نہیں آئی تو پھر بھی جھوٹ بول رہے ہیں کہ دعویٰ ہے کہ نبیوں کو انکی تعلیموں اور الہاموں کے متعلق بڑے قریب سے دکھایا جاتا ہے، تو یہ کیسا قریب سے دکھایا گیا کہ ۲۲ سال تک سمجھ ہی نہیں آئی اور یہ کیسا مجدد ہے کہ ۲۲ سال تک اسکو سمجھ ہی نہیں کہ کس غلطی کی اصلاح کرنی ہے؟

(۳) وعدہ خلافی

منافق کی تیسری نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ ''وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے''۔

براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کر کے اور جو قیمت پیشگی وصول کر لی تھی، چار جلدیں لکھ کر پیسے کو بغیر ڈکار مارے ہضم کر گئے، اور ۲۲/۲۳ برس تک مطالبہ کرنے والوں کو کوسنے اور گالیاں دیتے رہے، آخر ۲۲/۲۳ برس کے بعد پانچویں جلد لکھی اور اس میں یہ لکھ کر کہ پانچ جلدوں سے ہی پچاس جلدوں کا وعدہ پورا ہو گیا کیونکہ (اور الہامی حساب یوں بتایا کہ) پانچ اور پچاس میں ایک نقطے کا ہی تو فرق ہے اسلئے پانچ جلدوں سے ہی پچاس کا وعدہ پورا ہو گیا، اور جن تین سو کے قریب عظیم الشان دلائل کا وعدہ کیا، انکے اپنے بیٹے کے مطابق ان میں سے ایک بھی دلیل پوری نہیں لکھی گئی، یہ ایک تفصیلی موضوع ہے، جو یہاں ممکن نہیں۔ اکیلی براہین احمدیہ کی کہانی ہی خدا تعالےٰ کے نام کی ضمانت کیساتھ کی ہوئی وعدہ کی خلاف ورزیوں کی کلاسیکل کہانی ہے۔

لیکن مرزا صاحب کی ایک اور وعدہ کی خلاف ورزی کی مختصر کہانی: مرزا صاحب اور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے درمیان مرزا صاحب کے دعاوی کی وجہ سے علمی بحث چلی، مرزا صاحب نے اپنی عادت کے مطابق بڑھ بڑھ کر باتیں شروع کر دیں، اور پیر صاحب کو تفسیر نویسی کا چیلنج دے دیا، مرزا صاحب فرماتے ہیں، ''اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ کی زبان بند ہو گئی۔ نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقائق ومعارف سورہ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں ...... یاد رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں مَیں بھی کاذب سمجھا جاؤں گا''۔ [مجموعہ اشتہارات ج ۳/ص ۳۳۰ و ۳۳۱] اور مزے کی بات کہ اس چیلنج میں دوسرے بہت سے علماء کو بھی مخاطب کیا، اور ان کو بھی پیر صاحب کے ساتھ ہی چیلنج دے دیا۔ اب اس عظیم الشان چیلنج کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور یہ (خود ساختہ) ''خدا کا پہلوان نبیوں کے حلہ میں'' کس طرح کامیاب وکامران اور سرخرو ہو کر اس امتحان سے نکلتا ہے؟ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں ''یہ ایام ابتلا کے ایام ہیں، پھر فرمایا ''اس وقت جو بولتا ہے یہی بولتا ہے اور بیسیوں خط اطراف سے اس مضمون کے آتے ہیں کہ مہر علی شاہ نے مرزا صاحب کی ساری شرطیں منظور کر لیں، پھر وہ مقابلہ کے لئے کیوں نہ آئے''[ملفوظات، ج ۲/ص ۱۱۸]۔ اور دوسری جگہ خود ہی لکھتے ہیں کہ ''میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پا کر اپنے گھر کے کسی کوٹھے میں چھپ گیا''۔ [مجموعہ اشتہارات، ج ۳/ ۳۶۹ و ۳۷۰]۔ اب اس

خود ساختہ خدائی پہلوان کے عذرات سنئے لیکن مرزا صاحب کے عذر لنگ پڑھنے سے پہلے انکی ایک پیشگوئی کو ذہن میں رکھئے، مرزا صاحب فرماتے ہیں،''براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جاؤنگا'' [حقیقۃ الوحی، رخ، ج ۲۲/ص ۲۳۴] اور اس پیشگوئی کے ساتھ مرزا کا ایک دعویٰ (یا بڑھک) یہ بھی سامنے رہے،''ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے، بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے''۔[ملفوظات ج ۷/ص ۱۷۱] میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں، اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے واعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے، تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے''۔[مجموعہ اشتہارات، ج ۳/ص ۳۵۰]۔اس موضوع پر تفصیلی کسی اور آرٹیکل میں بیان کروں گا اس وقت میرا سوال صرف یہ ہے کہ کیا جن انسانوں کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہوتا ہے وہ ایسے ہی بے تکے وعدے کر کے اور اسکے بعد اس سے بھی زیادہ بے بنیاد عذر پیش کر کے ان وعدوں سے بھاگتے ہیں اور خلاف ورزیاں کرتے ہیں؟

(۴) گالیاں:

منافق کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ ''جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دے''

مرزا صاحب سے قبل بھی اور بعد میں بھی کئی لکھنے والے اپنے مخالفین کو اپنی تحریروں میں گالیاں نکالتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا، لیکن مرزا صاحب جس مقام کا دعویٰ کر رہے ہیں، اس مقام کے دعویداروں سے دنیا نے اس سے قبل ایسی فنکارانہ گالیاں نہیں سنی، اور اپنے مخالفین پر لعنت ڈالنے میں، اور انکو گالیاں دینے میں اگر مرزا صاحب امام الزماں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو انکا یہ دعویٰ، خاکسار نہ صرف بسر وچشم قبول کریگا، بلکہ آپکو بھی مشورہ دیگا کہ قبول کرلیں اور دیر نہ کریں، میری بات کے ثبوت کے لئے انتہائی ہلکا نمونہ پیش خدمت ہے،، مرزا صاحب فرماتے ہیں،''اور کُتا ایک صورت ہے اور تو اسکی روح ہے ۔ پس تیرے جیسا آدمی کتے کی طرح بھونکتا ہے اور فریاد کرتا ہے / میں نے تجھے تنبیہ کے لیے طمانچہ مارا مگر تو نے طمانچہ کو کچھ نہ سمجھا ۔ پس کاش ہمارے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا جوتا ہوتا / اور جو گالی تو دینا چاہیگا وہ ہم سے سنے گا ۔ اور اگر تو بات اور حملہ میں نرمی کریگا تو ہم بھی نرمی کریں گے / اور میں تیرے نفس میں علم اور عقل نہیں دیکھتا ۔ اور تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھوں کی طرح آواز کرتا ہے / اور تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا ۔ اور مجھے فاسق ٹھہرایا حالانکہ تو سب سے زیادہ فاسق ہے / اے شیخ شقی سوچ ۔ اور انسان کی طرح فکر کر اور گدھے کی طرح آواز نہ کر / پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور حیا نہ ہوتا ۔ تو میں قصد کرتا کہ گالیوں سے تجھے فنا کر دیتا ''۔[حجۃ اللہ، رخ ج ۱۲/ص ۲۳۱ سے ۲۳۶] اور اگر آپ آخری مصرع پر غور کریں تو مرزا صاحب کا بھی دعویٰ ہے کہ وہ گالیوں سے ہی جس کو چاہیں فنا کر سکتے ہیں اور میں بانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے گالیوں سے

مخالفین کو فنا کر دینے والے دعوے پر یقین رکھتا ہوں۔ایک اور جگہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور عورتیں انکی کتیوں سے بڑھ گئیں۔کیا ایک امام الزماں، مسیح اور مجدد کی ایسی ہی زبان ہوتی ہے مخالفین کو ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے؟ ویسے مزے کی بات ہے کہ مرزا صاحب کی پہلی بیوی جو انکی ماموں زاد بھی تھیں اور پہلے بیٹے وہ بھی انکے مخالف تھے ور انکے باقی قریبی رشتہ دار بھی سخت مخالف تھے اور مرزا صاحب کی گالی توپ کا نشانہ، نہ صرف غیر بلکہ اپنے بھی بنتے رہتے تھے۔نہ صرف اسلامی تحریروں بلکہ انکے اپنے تحریری تسلیم شدہ اصولوں کی روشنی میں، مرزا صاحب کی ساری زندگی ایک منافق کی زندگی کے طور پر گزری ہے، اگر ہم مرزا صاحب کو جھوٹا، گالیاں دینے والا، امانت کا خیال نہ کرنے والا، وعدہ خلاف نہ بھی کہیں تو کم از کم ہم کہ سکتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں دو رنگی تھی اور ایسی فطرت والے کو مرزا صاحب کیا کہتے ہیں، ''یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اسکے کفر ہے، بلکہ وہ بھی منافق ہے، جسکی فطرت میں دو رنگی ہے''۔[ملفوظات، ج۶/ص۴۷۱]۔تب بھی مرزا صاحب اپنی تحریر سے اپنے آپ کو منافق قرار دیتے ہیں، اور ایک منافق چاہے ادنیٰ درجہ کا بھی کیوں نہ ہو، کیا اس مقام پر فائز ہو سکتا ہے، جس مقام کا دعویٰ مرزا صاحب کو ہے؟

مرزا صاحب پر ایمان لانے والو! آپ نے مرزا صاحب کو صرف اور صرف اس لئے تسلیم کیا ہے کہ انکا دعویٰ ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی صحیح پیروی کا راستہ دکھاتے ہیں، اب خود دیکھ لو کہ کیا مرزا صاحب کا راستہ واقعی پیری رسول کریم ﷺ کا ہے یا منافق کا؟ مجھے یہ امید ہے کہ (چاہے آپ کھلے عام اسکو تسلیم کریں یا نہ کریں) کہ خاکسار کی گزارشات پڑھنے کے بعد آپ کے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہوا ہوگا۔

''اے ستم گر! تجھے کیا کہیں؟ نبی یا منافق''؟